

انفاق فی سبیل اللہ

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ لاہور پاکستان

اِنْفَاقٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ

برادرانِ اسلام!

اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کا یہ قاعدہ رکھا ہے کہ پہلے تو نیکی اور بھلائی کے کاموں کا عام حکم دیا جاتا ہے۔ تاکہ لوگ اپنی زندگی میں عموماً بھلائی کا طریقہ اختیار کریں۔ پھر اسی بھلائی کی ایک خاص صورت اختیار کی جاتی ہے تاکہ اس کی خاص طور پر پابندی کی جائے مثال کے طور پر دیکھئے کہ اللہ کی یاد ایک بھلائی ہے۔ سب سے بڑی بھلائی اور تمام بھلائیوں کا سرچشمہ۔ اس کے لئے عام حکم ہے کہ اللہ کو ہمیشہ ہر حال میں۔ ہر وقت یاد رکھو اور کبھی اس سے غافل نہ ہو۔

قَدْ كَرِهَ اللَّهُ قِيَامًا وَفَحْوًا
وَعَلَىٰ جُؤَيْبٍ كُزُوًا ذَكَرُوا
اللَّهُ كَثِيرًا الْعَلَمُ نَفْلِي حُونَ ○
إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کی یاد
میں لگے رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو
تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو +
بے شک آسمانوں اور زمین کی بناؤ
میں اور رات اور دن کے باری باری

وَاللَّهُ لَرَّائِبٌ رَّأْيِبٌ أَلَّا يَكْفُلَ
 الَّذِينَ يَدْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا
 وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
 وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ
 هَذَا بَاطِلًا

سے آنے میں ان لوگوں کے لئے اللہ کی
 بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے
 ہیں۔ جو خدا کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے
 یاد کرتے رہتے ہیں اور جو آسمانوں اور
 زمین کی بناوٹ پر غور کر کے بے اختیاراً
 بول اٹھتے ہیں کہ پروردگار! تو نے

کارخانہ بے کار نہیں بنایا ہے +
 اور اس شخص کی بات نہ مانو جس کے
 دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل پایا ہے
 اور جو اپنی خواہشات کے پیچھے ڈر گیا

وَلَا يَنْطِعُ مَنْ عَقَلْنَا قَلْبَهُ
 عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبِعْ هَوَاهُ
 وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا

ہے اور جس کے سارے کام حد سے گزرے ہوئے ہیں +

یہ اور بہت سی ایسی آیات ہیں جن میں حکم دیا گیا ہے کہ ہمیشہ ہر
 حال میں خدا کی یاد جاری رکھو۔ کیونکہ خدا کی یاد ہی وہ چیز ہے جو آدمی کے
 معاملات کو درست رکھتی ہے۔ جہاں آدمی اس کی یاد سے غافل ہو اور بس
 نفسانی خواہشوں اور شیطانی وسوسوں نے اس پر قابو پایا۔ اس کا لازمی
 نتیجہ یہ ہے کہ وہ راہ راست سے بھٹک کر اپنی زندگی کے معاملات میں حد
 سے گزرنے لگے گا +

دیکھئے! یہ تو تھا عام حکم۔ اب اسی یادِ الہی کی ایک صورت تجویز کی گئی۔ نماز اور نمازیں بھی پانچ وقت میں چند کعتیں فرض کر دی گئیں جن میں بیک وقت پانچ چھ منٹ سے زیادہ صرف نہیں ہوتے۔ اس طرح چند منٹ اس وقت اور چند منٹ اس وقت یادِ الہی کو فرض کرنے کا مطلب نہیں ہے کہ بس آپ اتنی ہی دیر کے لئے خدا کو یاد کریں اور باقی وقت اس کو بھول جائیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم اتنی دیر کے لئے تم کو بالکل خدا کی یاد میں لگ جانا چاہئے۔ اس کے بعد اپنے کام بھی کرتے رہو اور ان کو کرتے ہوئے خدا کو بھی یاد کرو۔

بس ایسا ہی معاملہ زکوٰۃ کا بھی ہے۔ یہاں بھی ایک حکم عام ہے اور ایک خاص۔ ایک طرف تو یہ ہے کہ بخل اور تنگ دلی سے بچو کہ یہ برائیوں کی جڑ اور بدیوں کی ماں ہے۔ اپنے اخلاق میں اللہ کا رنگ اختیار کرو جو ہر وقت بے حد و حساب مخلوق پر اپنے فیض کے دریا بہا رہا ہے۔ حالانکہ کسی کا اس پر کوئی حق اور دعویٰ نہیں ہے۔ راہِ خدا میں جو کچھ صرف کر سکتے ہو کرو۔ اپنی ضرورتوں سے جتنا بچا سکتے ہو بچاؤ اور اس سے خدا کے دوسرے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرو۔ دین کی خدمت میں اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں جان اور مال سے کبھی دریغ نہ کرو۔ اگر خدا سے محبت رکھتے ہو تو مال کی محبت کو خدا کی محبت پر قربان کر دو۔ یہ تو ہے عام حکم اور اس کے ساتھ

ہی خاص حکم یہ ہے کہ اس قدمال اگر تمہارے پاس جمع ہو تو اس میں سے کم از کم اتنا خدا کی راہ میں ضرور صرف کرو اور اتنی پیداوار تمہاری زمین میں ہو تو اس میں سے کم از کم اتنا حصہ تو ضرور خدا کی راہ میں نذر کر دو جس طرح چند رکعت نماز فرض ادا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بس یہ کعبین پڑھتے وقت خدا کی یاد کرو اور باقی سارے وقتوں میں اس کو بھول جاؤ۔ اسی طرح مال کی ایک چھوٹی سی مقدار راہِ خدا میں صرف کرنا جو فرض کیا گیا ہے اس کا مطلب بھی یہ نہیں ہے کہ جن لوگوں کے پاس اتنا مال ہو بس انہی کو راہِ خدا میں صرف کرنا چاہئے اور جو اس سے کم مال رکھتے ہوں۔ انہیں اپنی مٹھیاں بھینچ لینی چاہئیں۔ اور اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ مالدار لوگوں پر جتنی زکوٰۃ فرض کی گئی ہے بس وہ اتنا ہی خدا کی راہ میں صرف کریں۔ اور اس کے بعد کوئی ضرورت مند آئے تو اُسے جھڑک دیں یا دین کی خدمت کا کوئی موقع آئے تو کہہ دیں کہ ہم تو زکوٰۃ دے چکے۔ اب ہم سے ایک پائی کی بھی امید نہ رکھو۔ زکوٰۃ فرض کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ اسکا مطلب دراصل یہ ہے کہ کم از کم اتنا مال تو ہر مالدار کو راہِ خدا میں دینا ہی پڑے گا۔ اور اس سے زیادہ جس شخص سے جو کچھ بن آئے وہ اس کو صرف کرنا چاہئے۔

اب میں عام حکم اور خاص حکم دونوں کی تھوڑی سی تشریح بیان کر دینگا۔

قرآن مجید کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جس چیز کا حکم دیتا ہے اسکی حکمتیں

اور مصحتیں بھی وہ خود ہی بتا دیتا ہے۔ تاکہ محکوم کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ جو حکم دیا ہے اس کی وجہ کیا ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے۔ قرآن مجید لکھوتے ہی جس آیت پر آپ کی نظر پڑتی ہے وہ یہ ہے کہ:-

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۗ الَّذِيْنَ
 يُوْفُوْنَ بِمَا وَعَدُوْا وَيُقِيْمُوْنَ
 الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
 يُنْفِقُوْنَ ۗ

یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ ان پر ہے جو لوگوں کی زندگی کا سیدھا راستہ بتاتی ہے جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں خرچ کرتے ہیں

اس آیت میں یہ اصل الاصول بیان کر دیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں سیدھے راستہ پر چلنے کے لئے تین چیزیں لازمی طور پر شرط ہیں۔ ایک ایمان بالغیب دوسرا نماز قائم کرنا تیسرے جو رزق بھی اللہ نے دیا ہو۔ اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرنا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا
 مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝

تم نیک کامیابی نہیں سکتے جب تک خدا کی راہ میں وہ چیزیں خرچ نہ کرو جن سے تم کو محبت ہے

پھر فرمایا:-

الشَّيْطٰنُ يَعْزِدُكُمُ الْفَقْرَ ۗ

شیطان تم کو ڈراتا ہے کہ خرچ کرو گے

يَا مَرْكُومًا بِالْفَسْخَاءِ ط

توفیق ہو جاوے گے۔ وہ تمہیں شرم کی پات
یعنی سخیلی کی تعلیم دیتا ہے *

اس کے بعد ارشاد ہوا:۔

وَانْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھ سے
اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کہ راہِ خدا میں
خرچ نہ کرنے کے حسی ہلاکت اور بربادی
کے ہیں

آخر میں فرمایا کہ:۔

وَمَنْ يُؤَقِّمُ نَفْسَهُ فَالْوَالِكِ هُمْ الْمُفْلِحُونَ ○

اور جو تنگدلی سے بچ گئے وہی فلاح
پانے والے ہیں *

ان سب آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان کے لئے زندگی بسر
کرنے کے دو راستے ہیں۔ ایک خدا کا راستہ ہے جس میں نیکی اور بھلائی اور
فلاح اور کامیابی ہے۔ اس راستے کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی کا دل کھلا ہوا
ہو۔ جو رزق بھی تھوڑا یا بہت اللہ نے دیا ہو اُس سے خود اپنی ضرورتیں
بھی پوری کرے اور اپنے بھائیوں کی مدد بھی کرے اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے
کے لئے بھی خرچ کرے۔ دوسرا راستہ شیطان کا راستہ ہے جس میں بظاہر تو
آدمی کو فائدہ ہی فائدہ نظر آتا ہے۔ لیکن حقیقت میں ہلاکت اور بربادی

کے سوا کچھ نہیں۔ اس راستہ کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی دولت سمیٹنے کی کوشش کرے اور پیسے پیسے پر جان دے اور اس کو دانتوں سے پکڑ کر رکھے تاکہ خرچ نہ ہونے پائے۔ اور خرچ ہو بھی تو بس اپنے ذاتی فائدے اور اپنے نفس کی خواہشات پر ہو۔

اب دیکھئے کہ خدائی راستہ پر چلنے والوں کے لئے راہِ خدا میں خرچ کرنے کے کیا طریقے بیان ہوتے ہیں۔ میں ان سب کو نمبر وار بیان کرتا ہوں :-
۱۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ خرچ کرنے میں صرف خدا کی رضا اور اس کی خوشنودی مطلوب ہو۔ کسی کو احسان مند بنانے یا دنیا میں نام کرنے کے لئے خرچ نہ کیا جائے :-

وَمَا تَنْفَعُونَ إِلَّا ابْتِغَاءَ
وَجْهِ اللَّهِ
تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اس سے اللہ
کی رضا کے سوا تمہارا اور کوئی مقصود
نہیں ہوتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا
صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى
كَالَّذِينَ يُنْفِقُوا مَالَهُمْ رِئَاءَ
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ
اے اہل ایمان! اپنی خیرات کو احسان
جتا کر اور اذیت سے کہ اس شخص کی
طرح ضائع نہ کر دو۔ جو لوگوں کو دکھا کے
کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور روز
آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے

صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ خَرَجَ كِي مِثَالٍ تَوَالِيهِ هَيْ جِيَسِي اِيَك
فَاَصَابَهُ وَاِبِلٌ فَتَرَكَهُ چَان پَر مِطِي پَرِي هُو اور اِس پَر زور كا
صَلَدًا هُ مِينِ بَرَسِي تُو سَارِي مِطِي بِه جَانِي اور
بِس صَافِ چَان كِي چَان رِه جَانِي

۲- دوسری بات یہ ہے کہ کسی کو پسیہ دے کر یا روٹی کھلا کر یا کپڑا پہنا کر احسان نہ جتایا جائے اور ایسا برتاؤ نہ کیا جائے جس سے اُس کے دل کو تکلیف ہو۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ اَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يَتَّبِعُونَ مَا اَنْفَقُوْا مَتًا وَّلَا اَدْمٰی لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَا اَدْمٰی

جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور پھر خرچ کر کے احسان نہیں جتاتے اور تکلیف نہیں پہنچاتے ان کے لئے خدا کے ہاں اجر ہے اور انہیں کسی نقصان کا خوف یا رنج نہیں رہی وہ خیرات جس کے بعد تکلیف پہنچائی جائے تو اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سائل کو زمی سے مال دیا جائے اور اُس سے کہ دیا جائے کہ بھائی مہمان کو

۳- تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں اچھا مال دیا جائے بُرا اچھا

کرنہ دیا جائے۔ جو لوگ کسی غریب کو دینے کے لئے پھٹے پرانے کپڑے تلاش کرتے ہیں یا کسی فقیر کو کھلانے کے لئے بدتر سے بدتر کھانا نکالتے ہیں ان کو بس ایسے ہی اجر کی خدا سے بھی توقع رکھنی چاہئے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا
لِئَلَّامِنَ الْإِيمَانِ جُودٌ لَمْ يَكُنْ لَهُ
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ
جُودٌ كَمَنْ هُنَّ تَمْلِكُ لِنَاسٍ مِمَّنْ كَمَلَا
وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ
هُنَّ مِمَّنْ هُنَّ تَمْلِكُ لِنَاسٍ مِمَّنْ كَمَلَا
الْأَرْضِ وَلَا تَكُونُوا لِلنَّحِيثِ
دُرِّبَ مَنُورُكَ فَذَلِكَ رَاهِ فِي نِيْنِ كِ
لِئَلَّامِنَ الْإِيمَانِ جُودٌ لَمْ يَكُنْ لَهُ
مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ
جُودٌ كَمَنْ هُنَّ تَمْلِكُ لِنَاسٍ مِمَّنْ كَمَلَا
وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ
الْأَرْضِ وَلَا تَكُونُوا لِلنَّحِيثِ
دُرِّبَ مَنُورُكَ فَذَلِكَ رَاهِ فِي نِيْنِ كِ

۴- چونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو چھپا کر خرچ کیا جائے تاکہ ریا اور نمود کی آمیزش نہ ہونے پائے۔ اگرچہ کھلے طریقے سے بھی خرچ کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر ڈھانک چھپا کر دینا زیادہ بہتر ہے +
وَإِنْ تَبَدُّوا وَالصَّدَقَاتِ فَنِعْمَتْ
اگر کھلے طریقے سے خیرات کرو تو یہ بھی اچھا
هِيَ وَلَا تَنْخَفُوها وَتُؤْتُوها
ہے لیکن اگر چھپا کر غریب لوگوں کو دو
الْفُقَرَاءُ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ
تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور
يَكْفُرْ عَنْكُمْ مِمَّنْ سَيَّاتِكُمْ
اس سے تمہارے گناہ دھلتے ہیں۔

۵- پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ کم عقل اور نادان لوگوں کو ان کی ضرورت سے زیادہ نہ دیا جائے کہ بگڑ جائیں اور بُری عادتوں میں پڑ جائیں۔ بلکہ ان کو

جو کچھ دیا جائے ان کی حیثیت کے مطابق دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ سپٹ کو روٹی اور پہننے کو کپڑا تو ہر بڑے سے بڑے اور بدکار سے بدکار کو بھی ملنا چاہئے۔ مگر شراب نوشی اور چاندو اور گانجھے اور جوئے بازی کے لئے رذیل لوگوں کو پیسہ نہ دینا چاہئے :

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ
الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ
قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا
وَاسْوَهُمْ

اپنے اموال جن کو اللہ نے تمہارے لئے
زندگی بسر کرنے کا ذریعہ بنایا ہے نادان
لوگوں کے حوالہ نہ کرو البتہ ان اموال میں سے
ان کو کھانے اور پہننے کے لئے دو

۶۔ چھٹا قاعدہ یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی آدمی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کو قرض حسن دیا جائے تو تقاضے کر کے اُسے پریشان نہ کیا جائے بلکہ اس کو اتنی مہلت دی جائے کہ وہ آسانی سے ادا کر سکے۔ اور اگر واقعی یہ معلوم ہو کہ وہ ادا کرنے کے قابل نہیں ہے اور تم اتنا مال رکھتے ہو کہ اس کو آسانی کے ساتھ معاف کر سکتے ہو تو بہتر یہ ہے کہ معاف کر دو :

وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ
إِلَىٰ مِيسْرَةٍ وَإِنْ تَصَدَّقُوا
خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّ كُنتُمْ
تَعْلَمُونَ

اگر قرض دار تنگ دست ہو تو اُسے
خوشحال ہونے تک مہلت دو اور وقفہ
کردینا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر
تم اس کا فائدہ جانو۔

۷۔ ساتواں قاعدہ یہ ارشاد ہوا ہے کہ آدمی کو خیرات کرنے میں بھی حد سے نہ گزرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر خیرات کی جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ سیدھے سادے طریقے سے زندگی بسر کرنے کے لئے جتنی ضرورت انسان کو ہوتی ہے اتنا اپنی ذات پر اور اپنے بال بچوں پر صرف کرے اور جو باقی بچے اُسے خدا کی راہ میں دے۔

وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ
قُلِ الْعَفْوَ
وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ
يَسْرِفُوا أَوْ لَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ
بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا
(القرآن ع ۵)

پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں؟ اے نبی!
اسدو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو۔
اللہ کے نیک بندے وہ ہیں کہ جب خرچ
کریں تو نہ فضول خرچی کریں اور نہ بہت
تنگی کرجائیں۔ بلکہ ان کا طریقہ ان
دونوں انتہاؤں کے بیچ میں ہو۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً
إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا
كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا ۝۱۰ (نہی اسرائیل ع ۱۲)

نہ تو اپنا ہاتھ اتنا سکیڑ لو کہ گردن سے
بندھا ہوا ہے اور اتنا کھول دو کہ
حسرت زدہ بیٹھے رہو اور لوگ بھی تم
کو ملامت کریں۔

۸۔ آخر میں یہ بھی سن لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے مستحقین کی پوری فہرست

بتادی ہے۔ جس کو دیکھ کر آپ کو معلوم ہو سکتا ہے کہ کون کون لوگ
آپ کی مدد کے مستحق ہیں۔ اور کن کا حق اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمائی
میں رکھا ہے:-

فَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْيَتَامَىٰ
وَابْنَ السَّبِيلِ

اپنے غریب رشتہ دار کو اس کا حق دے اور
مسکین اور مسافر کو۔

وَأَقِ الْمَالَ عَلَىٰ حَيْثُ ذُو
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ
وَفِي الرِّقَابِ

اور نیک وہ ہے جو خدا کی محبت میں مال
دے اپنے غریب رشتہ داروں کو اور
یتیموں اور مسکینوں کو اور مسافر کو اور ایسے
لوگوں کو جن کی گردنیں غلامی اور سیری
میں پھنسی ہوئی ہوں +

وَالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي
الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ
الْمُضْتَلِّ وَالصَّالِحِ بِالْحَقِّ
وَابْنَ السَّبِيلِ وَمِمَّا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ

اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں اور
یتیموں اور مسکینوں اور قربت دار پروردگار
اور پاس کے بیٹھنے والوں اور سافروں
اور اپنے لوندی غلاموں کے ساتھ
سلوک کرتے رہو۔

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حَيْثُ

اور نیک لوگوں کی محبت میں مسکین اور

مَسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝
 إِنَّمَا نَطَعُكُمْ لَوَجْهِ اللَّهِ لَا
 نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا
 شُكْرًا ۝ إِنَّا خَائِفُونَ لِمَنْ فِي
 يَوْمَانَا عَبُودًا مُتَمَرِّدًا ۝

قیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں اور
 کہتے ہیں کہ ہم تم کو محض خدا کے لئے
 کھلا رہے ہیں۔ تم سے کوئی بدلہ یا شکر
 نہیں چاہتے۔ ہم کو تو اپنے خدا سے اس
 دن کا ڈر لگا ہوا ہے جس کی شدت

کی وجہ سے لوگوں کے منہ سڑ جائیں گے اور تیوریاں چڑھ جائیں گی۔

لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا
 فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ
 صَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ
 الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ
 تَعْرِفُهُمْ سَبِيلًا هُمْ لَا يَسْأَلُونَ
 النَّاسَ الْخَافًا وَلَا تَنْفِقُوا
 مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝

خیرات ان فقیروں کے لئے ہے جو اپنا
 سارا وقت خدا کے کام میں لے کر
 ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی کوئی کمانے کے
 لئے دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے ان کی
 خودداری کو دیکھ کر تم گمان کرتے ہو کہ
 وہ غنی ہیں مگر ان کی صورت دیکھ کر تم
 پہچان سکتے ہو کہ ان پر کیا گزر رہی ہے

ان کو خود جا کر دو۔ کیونکہ وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں سے پٹ پٹ کر
 مانگتے پھریں۔ ان کو دھانک چھپا کر اچھو کچھ بھی تم خیرات دو گے۔ اللہ کو اسکی
 خبر ہوگی اور وہ اس کا بدلہ لے گا ۝

